KANZ-UL-MADARIS BOARD
R&D DEPARTMENT
KANZ-UL-MADARIS BOARD

اصلاح معاشرہ کا قرآنی ضابطہ

The Qur'anic Framework for Societal Reformation

نعمان رضا*
عبد الرحمن مدنی**
محمد مدثر محمود مدنی***

Abstract:

Comprehensive social reform is a fundamental aspect of the Islamic paradigm, based on Quranic teachings and the Prophetic methodology. This study presents the Quran as an eternal socio-ethical guide that protects humanity from moral and intellectual decline. It highlights that distancing from Quranic principles has caused stagnation in Muslim societies, and emphasizes the need to revive Quranic understanding, intellectual awareness, and social justice for meaningful reform.

Keywords: Quranic Sociology, Social Reformation, Civilizational Decay, Exegetical Analysis.

تمہید:

اس وسیع و عریض کائنات کی تخلیق، اس کے محیر العقول نظام اور اس میں جاری قوانین پر غور و فکر کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کو اس کائنات میں ایک مرکزی حیثیت عطا فرمائی ہے۔ کائنات کی بے شمار نعمتیں، چاند، سورج، ہوا، پانی اور زمین کے خزانے انسان کے لیے مسخر کیے گئے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے اور اپنی ذمہ داریوں کو پہچانے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ ٱللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ ﴾[1]

ترجمہ: ”کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کو اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے۔“

انسان کو عقل، اختیار اور قوتِ تصرف عطا کی گئی، لیکن یہی اختیار اگر الٰہی ہدایت سے خالی ہو جائے تو تکبر، خواہشاتِ نفس اور گمراہی کا سبب بن سکتا ہے۔ اسی انسانی کمزوری کی اصلاح اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید نازل فرمایا، جو انسانیت کے لیے مکمل ضابطۂ حیات اور اصلاحِ معاشرہ کا بنیادی سرچشمہ ہے۔

---

* مقالہ نگار: جامعۃ المدینہ فیضان آنلائن اکیڈمی
** سپروائزر: جامعۃ المدینہ فیضان آنلائن اکیڈمی
*** سینئر ریسرچر: ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، کنز المدارس بورڈ

1. لقمان، ۳۱:۲۰

قرآنِ کریم: اصلاحِ معاشرہ کا بنیادی ضابطہ

- **قرآنی ہدایات اور انسانی زندگی کی رہنمائی**

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم کتاب ہے جو انسانیت کی ہدایت اور اصلاح کے لیے نازل کی گئی۔ یہ صرف فرد کی انفرادی زندگی کی رہنمائی نہیں کرتا بلکہ ایک ایسے صالح معاشرے کی تشکیل کے اصول فراہم کرتا ہے جس کی بنیاد ایمان، عدل، اخلاق، امانت اور باہمی خیر خواہی پر قائم ہو۔ قرآنِ کریم انسان کو زندگی گزارنے کے ایسے جامع اصول عطا کرتا ہے جو ہر زمانے اور ہر معاشرے کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

قرآنِ کریم کا نزول دراصل انسانیت کو فکری گمراہی، اخلاقی زوال اور معاشرتی بگاڑ سے نکالنے کے لیے ہوا۔ یہ انسان کو حق و باطل میں امتیاز کرنے، صحیح راستے کو اختیار کرنے اور اجتماعی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق منظم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ هُدٗى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٖ مِّنَ ٱلۡهُدَىٰ وَٱلۡفُرۡقَانِ﴾[2]

ترجمہ: ”رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی ہے اور فیصلے کی روشن باتوں (پر مشتمل ہے)۔“

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کا بنیادی مقصد انسانوں کو ہدایت فراہم کرنا اور زندگی کے ہر شعبے میں صحیح اور غلط کے درمیان فرق واضح کرنا ہے۔ جب کوئی معاشرہ قرآنِ کریم کو اپنا رہنما اصول بنالیتا ہے تو فکری انتشار، اخلاقی بے راہ روی اور ظلم و ناانصافی کے خاتمے کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

- **قرآنِ کریم بحیثیت جامع و خاتم کتبِ سماوی**

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے مختلف ادوار میں اپنے انبیائے کرام علیہم السلام پر آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ ان کتبِ سماوی کا بنیادی مقصد صرف عبادات کی تعلیم دینا نہیں تھا بلکہ انسان کے عقائد، اخلاق، معاملات اور اجتماعی زندگی کی اصلاح بھی تھا، تاکہ معاشرہ عدل، پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق قائم ہو سکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی جانے والی کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذۡ ءَاتَيۡنَا مُوسَى ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡفُرۡقَانَ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ۝٥٣﴾[3]

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں فرق کرنا تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

---

2. البقرہ، ۲:۱۸۵
3. البقرة، ۲:۵۳

دوسرے مقام پہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ﴿٤٩﴾﴾[4]

ترجمہ: "اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تاکہ (بنی اسرائیل) ہدایت پا جائیں۔"

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ سابقہ آسمانی کتابوں کا مقصد انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت، صحیح عقائد، درست اخلاق اور پاکیزہ اجتماعی زندگی کی طرف رہنمائی کرنا تھا۔ ان کے ذریعے انسان کو ظلم، گمراہی اور اخلاقی بگاڑ سے نکال کر ہدایت اور اصلاح کی راہ دکھائی گئی۔ قرآنِ کریم اسی سلسلہ وحی کی آخری اور مکمل کتاب ہے، جو سابقہ آسمانی تعلیمات کی تکمیل کرتے ہوئے انسانوں کو زندگی کے ہر شعبے میں درست رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

- **قرآنی اصولوں کی عمل داری اور معاشرتی استحکام**

اسلامی معاشرے کی مضبوطی اور اصلاح کا بنیادی راز قرآن و سنت سے مضبوط تعلق میں ہے۔ قرآنِ کریم اصول و ہدایات فراہم کرتا ہے، جبکہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اصولوں کی عملی تشریح اور رہنمائی پیش کرتی ہے۔ جب افراد اور معاشرہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو اپنا رہنما بناتے ہیں تو فکری انتشار، اخلاقی زوال اور معاشرتی بگاڑ سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ))[5]

ترجمہ: "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پس جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، (یعنی) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔"

قرآن و سنت کا تعلق اسلامی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور عملی بنیاد ہے۔ قرآن انسان کو ہدایت اور اصول عطا کرتا ہے، جبکہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اصولوں کو زندگی میں نافذ کرنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہی تعلق ایک ایسے معاشرے کی بنیاد بنتا ہے جس میں صحیح عقیدہ، درست کردار، عدل اور باہمی ذمہ داری کا شعور پیدا ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم کے معاشرتی ضابطے کی نبوی تشریح

- **رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذمہ داریِ تبلیغ اور وضاحتِ دین**

قرآنِ کریم نے انسانیت کی ہدایت کے لیے صرف کتاب نازل نہیں فرمائی بلکہ اس کتاب کی عملی تشریح اور تعلیم کے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرآن کے احکامات کو اپنے قول، فعل اور کردار کے ذریعے واضح فرمایا، تاکہ امت کے لیے دین پر عمل کرنے میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

---

4. المؤمنون، ۲۳:۴۹

5. حمیری، مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب: نہی عن القول بالقدر، رقم الحدیث: ۱۸۷۴

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلۡبَلَٰغُ ٱلۡمُبِينُ۝٥٤﴾[6]

ترجمہ: ”اور (ہمارے) رسول پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے سوائے صاف صاف پہنچا دینے کے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مکمل طور پر امت تک پہنچایا اور اپنی سنت کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کے عملی پہلوؤں کو واضح فرمایا۔ چونکہ قرآنِ کریم نے معاشرتی زندگی کے لیے بھی بنیادی اصول عطا کیے ہیں، اس لیے ان اصولوں کی عملی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت اور سنت میں نمایاں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی معاشرے کی اصلاح اور درست سمت کے لیے قرآن کے ساتھ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی پیروی بھی ناگزیر ہے۔

- **اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور اصلاحِ معاشرہ**

قرآنِ کریم نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اطاعت کو ہدایت کا لازمی ذریعہ قرار دیا ہے۔ محض محبت اور دعویٰ کافی نہیں، بلکہ حقیقی کامیابی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے احکامات کو عملی زندگی میں اختیار کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اپنے کردار اور معاملات کی اصلاح کی جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن تُطِيعُوهُ تَهۡتَدُواْ﴾[7]

ترجمہ: ”اور اگر تم ان کی اطاعت پر کاربند رہو گے تو تبھی تم ہدایت یافتہ ہو گے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾[8]

ترجمہ: ”جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اطاعت دراصل قرآنِ کریم کی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا ذریعہ ہے۔ جب افراد اپنی زندگی، اخلاق، معاملات اور معاشرتی رویوں کو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مطابق ڈھالتے ہیں تو ان کی اصلاح کے ساتھ پورے معاشرے میں عدل، خیر خواہی، اخوت اور پاکیزگی کی اقدار فروغ پاتی ہیں، جس کے نتیجے میں ایک متوازن اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

---

6. النور، ۲۴:۵۴
7. النور، ۲۴:۵۴
8. النساء، ۴:۸۰

- **اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور معاشرتی اصلاح**

انسانی زندگی میں صحیح راستے کی پہچان اور ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے عملی نمونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو پوری انسانیت کے لیے بہترین اسوہ قرار دیا، تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعلیمات اور کردار کی پیروی کرتے ہوئے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کر سکیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[9]

ترجمہ: "بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرتی تعلقات کے ہر پہلو میں کامل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ جب افراد اور معاشرہ اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اپنی عملی زندگی کا معیار بناتے ہیں تو عدل، رحمت، اخوت، امانت اور حسنِ معاشرت جیسی اعلیٰ اقدار فروغ پاتی ہیں، جو ایک پرامن، متوازن اور صالح معاشرے کی بنیاد بنتی ہیں۔

- **اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور اللہ کی محبوبیت کا حصول**

اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی پیروی محض ظاہری اطاعت تک محدود نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے طریقۂ زندگی کو محبت، اخلاص اور عملی وابستگی کے ساتھ اختیار کرنے کا نام اتباع ہے۔ یہی اتباع انسان کی انفرادی اصلاح کے ساتھ معاشرتی زندگی میں بھی مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾﴾[10]

ترجمہ: "اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی محبت کا معیار اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے۔ جب افراد سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اپنی زندگی، اخلاق، معاملات اور معاشرتی رویوں میں اختیار کرتے ہیں تو ان کے اندر تقویٰ، عدل، امانت، رحم دلی اور حسنِ معاشرت جیسی صفات پروان چڑھتی ہیں۔ یہی اوصاف ایک ایسے معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں جہاں الٰہی ہدایات کو خواہشاتِ نفس پر ترجیح دی جاتی ہے اور اجتماعی اصلاح کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

---

9. الاحزاب، ۳۳:۲۱
10. آل عمران، ۳:۳۱

قرآنِ کریم سے تعلق اور فرد کی اصلاح: صالح معاشرے کی بنیاد

- **کثرتِ تلاوت اور قلبی اصلاح**

اسلام نے مسلمانوں کو قرآنِ کریم کے ساتھ مضبوط اور دائمی تعلق قائم کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اگرچہ قرآنِ کریم کی تلاوت عظیم اجر و ثواب کا ذریعہ ہے، تاہم اس کا اصل مقصد انسان کے دل و دماغ، اخلاق و کردار اور پوری زندگی کی اصلاح کرنا ہے، تاکہ وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایات کے مطابق ڈھال سکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے قرآن کی تلاوت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ۔))[11]

ترجمہ: ” جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھا دی جائے گی، میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔“

یہ حدیثِ مبارکہ واضح کرتی ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت اجر و ثواب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مضبوط تعلق کا ذریعہ بھی ہے۔ مسلسل تلاوت سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے، ایمان تازہ ہوتا ہے اور انسان کے اخلاق و کردار میں مثبت تبدیلی آتی ہے۔ قرآن سے وابستگی انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، معرفت اور قرب کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ یہی قلبی و اخلاقی اصلاح فرد کی تربیت کا ذریعہ بنتی ہے، جو آگے چل کر ایک صالح اور مضبوط معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

- **قرآنِ کریم سے عملی وابستگی**

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جو انسانیت کی دائمی ہدایت اور اصلاح کے لیے نازل کی گئی۔ اس سے حقیقی وابستگی صرف تلاوت تک محدود نہیں بلکہ اس کی تعلیمات کو سمجھنے، ان پر عمل کرنے اور انہیں انفرادی و اجتماعی زندگی میں نافذ کرنے کا نام ہے۔ جب مسلمان قرآن کو اپنے عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرتی رویوں کا معیار بناتے ہیں تو ان کی زندگی میں فکری استحکام، اخلاقی پاکیزگی اور عملی توازن پیدا ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم کے نزول کی عظمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ۝١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ۝٢ لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ۝٣﴾[12]

ترجمہ: ”بیشک ہم نے اسے شبِ قدر میں اتارا۔ اور تم نے کیا جانا کیا شبِ قدر۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔“

---

11. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب فضائل القرآن عن رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، باب ماجاء فیمن قرأ حرفًا من القرآن ماله من الأجر، رقم الحدیث: ۳۱۳۶

12. القدر، ۹۷: ۱، ۳

یہ کتابِ ہدایت صرف نازل ہی نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾﴾[13]

ترجمہ: "بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم محفوظ اور ابدی کتابِ ہدایت ہے، لیکن اس کی حقیقی قدر اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب انسان اس کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائے۔ قرآن کے احکام پر عمل انسان کے کردار کو سنوارتا، عدل و خیر کو فروغ دیتا اور انفرادی و اجتماعی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتا ہے۔ لہٰذا قرآنِ کریم سے عملی وابستگی ہی فرد کی اصلاح، معاشرتی استحکام اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا حقیقی ذریعہ ہے۔

جب مسلمان قرآنِ کریم کو محض تلاوت تک محدود رکھنے کے بجائے اس کی تعلیمات کو اپنے عقائد، اخلاق، معاملات اور معاشرتی زندگی میں نافذ کرتے ہیں تو اس کی عملی برکتیں نمایاں ہوتی ہیں۔ قرآن انسان کے کردار کو سنوارتا، عدل و انصاف کو فروغ دیتا اور زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتا ہے۔ لہٰذا قرآنِ کریم سے حقیقی وابستگی یہ ہے کہ اسے پڑھا، سمجھا اور اس پر عمل کیا جائے، کیونکہ یہی عملی تعلق فرد کی اصلاح اور صالح معاشرے کے قیام کی بنیاد ہے۔

- **تلاوتِ قرآن میں تسلسل اور عملی زندگی کی اصلاح**

قرآنِ کریم سے تعلق صرف کبھی کبھار تلاوت تک محدود نہیں بلکہ اس کے ساتھ مستقل وابستگی مطلوب ہے۔ بعض لوگ مصروفیات یا وقت کی کمی کے باعث قرآن سے دور ہو جاتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن سے تعلق کے لیے آسانی عطا فرمائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾[14]

ترجمہ: "اب قرآن میں سے جتنا آسان ہو اتنا پڑھو۔"

قرآنِ کریم کی مسلسل تلاوت انسان کے دل میں تقویٰ، صبر اور نیکی کی رغبت پیدا کرتی ہے۔ روزانہ تھوڑی مقدار میں بھی تلاوت کا اہتمام انسان کو غفلت سے بچاتا، اس کے ایمان کو تازہ کرتا اور اس کے کردار و عمل میں بہتری پیدا کرتا ہے۔ یہی مستقل تعلق فرد کی اصلاح کے ذریعے معاشرتی بہتری کا ذریعہ بنتا ہے۔

---

13. الحجر، ۱۵:۹

14. المزمل، ۷۳:۲۰

- **قرآن فہمی: شعوری بیداری کا ذریعہ**

قرآنِ کریم صرف الفاظ کی تلاوت کے لیے نہیں بلکہ سمجھنے، غور و فکر کرنے اور زندگی میں نافذ کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔ قرآن انسان کو تدبر اور عقل کے استعمال کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اس کے پیغام کو سمجھ کر اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ڈھال سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ قُرۡءَٰنًا عَرَبِيّٗا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ۝٢﴾[15]

ترجمہ: "بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔"

قرآن فہمی انسان میں شعور، بصیرت اور صحیح طرزِ فکر پیدا کرتی ہے۔ ایسا شخص دین کو محض رسم و رواج نہیں سمجھتا بلکہ اس کی حکمتوں کو جان کر اپنی ذات، کردار اور معاملات کی اصلاح کرتا ہے۔ جب افراد قرآن کے پیغام کو سمجھ کر اپنی زندگی میں نافذ کرتے ہیں تو یہی شعوری اصلاح آگے چل کر ایک صالح اور متوازن معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔

- **قرآن سے نصیحت حاصل کرنے کی آسانی**

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے اسلوبِ بیان کو انسانوں کی ہدایت اور نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے، تاکہ ہر شخص اس کے پیغام کو سمجھ کر اس سے رہنمائی حاصل کر سکے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا ٱلۡقُرۡءَانَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٖ۝٢٢﴾[16]

ترجمہ: "اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے / نصیحت لینے کیلئے آسان کر دیا تو ہے کوئی یاد کرنے / نصیحت لینے والا؟۔"

قرآن سے نصیحت حاصل کرنے والا شخص اپنی فکر، اخلاق، معاملات اور معاشرتی رویوں میں بہتری پیدا کرتا ہے۔ جب انسان قرآن کی ہدایات کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی کا حصہ بناتا ہے تو اس کی انفرادی اصلاح ہوتی ہے، اور یہی اصلاح آگے چل کر ایک صالح اور متوازن معاشرے کی تشکیل کا ذریعہ بنتی ہے۔

- **آیاتِ الٰہیہ میں تفکر اور فکری اصلاح**

اسلام انسان کو غور و فکر، تدبر اور بصیرت اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے، کیونکہ صحیح فکر ہی درست عمل کی بنیاد بنتی ہے۔ قرآنِ مجید بار بار انسان کو کائنات، مظاہرِ قدرت اور آیاتِ الٰہیہ میں تدبر کی ترغیب دیتا ہے تاکہ وہ حقائق کو سمجھ سکے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق سنوار سکے۔

---

15. یوسف، ۱۲:۲۔
16. القمر، ۵۴:۲۲

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلۡأٓيَٰتِ لِقَوۡمٖ يَتَفَكَّرُونَ ﴾[17]

ترجمہ: ” ہم غور کرنے والوں کیلئے اسی طرح تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔“

تفکر انسان کو اپنی حقیقت، زندگی کے مقصد اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے۔ جب انسان آیاتِ الٰہیہ میں غور کرتا ہے تو اس کے عقائد میں پختگی، اخلاق میں بہتری اور معاشرتی کردار میں مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ یوں تفکر نہ صرف فکری اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے اور ایک صالح زندگی اختیار کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔

- **تدبرِ قرآن: دلوں کے زنگ کا علاج**

قرآنِ مجید محض تلاوت کے لیے نہیں بلکہ فہم، تدبر اور غور و فکر کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ قرآن کی آیات میں تدبر نہ کرنا انسان کو غفلت اور فکری جمود میں مبتلا کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں دل حقائق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلۡقُرۡءَانَ أَمۡ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقۡفَالُهَآ ٢٤﴾[18]

ترجمہ: ” تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ بلکہ دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں۔“

تدبرِ قرآن انسان کے اندر بصیرت اور فکری پختگی پیدا کرتا ہے، اسے حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے اور اس کے ایمان کو مضبوط بناتا ہے۔ جب انسان قرآن کے پیغام کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں نافذ کرتا ہے تو اس کی شخصیت میں مثبت تبدیلی آتی ہے اور معاشرہ فکری انتشار، اخلاقی انحطاط اور گمراہی کے رجحانات سے محفوظ رہتا ہے۔

قرآن کی ہدایات اور صالح معاشرے کی تشکیل

- **قرآنِ کریم کی ہمہ گیر ہدایات اور انسانی زندگی کی اصلاح**

انسانی عقل اپنی محدودیت کے باعث ہر زمانے اور ہر مسئلے کے لیے مکمل اور دائمی رہنمائی فراہم نہیں کر سکتی، اسی لیے انسانی وضع کردہ قوانین وقت، حالات اور معاشرتی ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآنِ کریم ایسی جامع اور کامل ہدایت عطا کرتا ہے جو انسانی زندگی کے تمام بنیادی پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتی ہے اور ہر دور کے انسان کے لیے اصولی رہنما کا کردار ادا کرتی ہے۔

---

17. یونس، ۱۰:۲۴
18. محمد، ۴۷:۲۴

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ﴾[19]

ترجمہ: ”بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔“

قرآنِ کریم کی تعلیمات کو اختیار کرنے سے انسان کی فکر میں درستگی، کردار میں پاکیزگی اور اعمال میں توازن پیدا ہوتا ہے۔ جب افراد قرآن کے عطا کردہ اصولوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کرتے ہیں تو ایک ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو عدل، خیر، امن اور اخلاقی اقدار پر قائم ہوتا ہے۔

- **انسانی کمزوریوں کا قرآنی تدارک:**

انسانی فطرت میں بعض ایسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جو اسے گمراہی کی طرف لے جاسکتی ہیں۔ بالخصوص جب انسان کو طاقت، دولت یا اقتدار حاصل ہوتا ہے تو بعض اوقات وہ اپنی اصل حقیقت کو بھول کر تکبر اور سرکشی اختیار کرلیتا ہے۔ قرآنِ کریم نے انسان کی اس نفسیاتی کیفیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿كَلَّآ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَيَطْغَىٰٓ ﴿٦﴾ أَن رَّءَاهُ ٱسْتَغْنَىٰٓ ﴿٧﴾﴾[20]

ترجمہ: ”کوئی نہیں! انسان سرکشی پر آمادہ ہو ہی جاتا ہے۔ اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔“

انسان کو اس سرکشی، غفلت اور گمراہی سے بچانے کا مؤثر ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت ہے، جس کا کامل ترین مظہر قرآنِ مجید ہے۔ قرآن انسان کو حق و باطل میں امتیاز کرنے، درست فکر اختیار کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ ﴿٩﴾﴾[21]

ترجمہ: ”بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔“

بدقسمتی سے بعض اوقات قرآنِ مجید کو صرف تلاوت، برکت اور ثواب حاصل کرنے کی کتاب تک محدود کردیا جاتا ہے، حالانکہ قرآن کا اصل مقصد انسان کی فکری، اخلاقی اور عملی اصلاح ہے۔ یہ کتابِ ہدایت تدبر، فہم اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے احکام کے نفاذ کا تقاضا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٢٩﴾﴾[22]

ترجمہ: ”(یہ قرآن) ایک برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں۔“

---

19. الاسراء،۱۷:۹
20. العلق،۹۶:۶،۷
21. الاسراء،۱۷:۹
22. ص:29

لہٰذا یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ عزت، کامیابی اور حقیقی اصلاح کے حصول کے لیے قرآنِ مجید کو پڑھنا، سمجھنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن سے دوری انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں فکری انتشار، اخلاقی کمزوری اور زوال کا سبب بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنكًا﴾[23]

ترجمہ: "اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔"

اسی لیے معاشرتی اصلاح کا آغاز انسان کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے، قرآنِ مجید سے وابستگی پیدا کرنے اور اس کی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے سے ہوتا ہے۔ جب انسان قرآن کو محض تلاوت اور ثواب کی کتاب سمجھنے کے بجائے اسے اپنی فکری، اخلاقی اور عملی رہنمائی کا سرچشمہ بنالیتا ہے تو اس کے کردار میں مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

ایسا شخص تکبر، حسد، ظلم اور خیانت جیسی اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہتے ہوئے تقویٰ، امانت، عدل اور حسنِ سلوک جیسی اعلیٰ صفات اختیار کرتا ہے۔ یہی اصلاحِ فرد آگے چل کر اصلاحِ معاشرہ کی بنیاد بنتی ہے، کیونکہ صالح افراد ہی مل کر ایسے معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں جہاں حقوق العباد کی پاسداری، باہمی احترام، امن وامان اور اجتماعی ذمہ داری کا شعور فروغ پاتا ہے۔

پس قرآنِ کریم سے مضبوط تعلق نہ صرف فرد کی اصلاح کا ذریعہ ہے بلکہ ایک عادل، پرامن اور صالح معاشرے کے قیام کی بنیادی ضمانت بھی ہے۔

- **قرآنِ مجید: باطنی اور معاشرتی امراض کی شفا**

انسانی معاشرے میں حسد، بغض، جھوٹ، ظلم، ناانصافی اور دیگر اخلاقی برائیاں ایسی بیماریاں ہیں جو صرف ظاہری قوانین کے نفاذ سے مکمل طور پر ختم نہیں ہوتیں، بلکہ ان کے خاتمے کے لیے انسان کے دل وباطن کی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم انسان کی ظاہری وباطنی دونوں جہتوں کی اصلاح کرتا ہے اور اسے فکری، اخلاقی اور روحانی پاکیزگی کی طرف رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝٨٢﴾[24]

ترجمہ: " اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔"

قرآنِ مجید انسان کے دلوں سے بیماریوں کو دور کر کے اس میں ایمان، تقویٰ، اخلاص اور حسنِ اخلاق پیدا کرتا ہے۔ قرآن سے مضبوط تعلق انسان کے کردار کو سنوارتا ہے، اسے ظلم وزیادتی سے روکتا ہے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا

---

23. طہ:124
24. الاسراء،۱۷:۸۲

شعور عطا کرتا ہے۔ جب افراد قرآن کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہیں تو معاشرے میں محبت، اخوت، عدل اور امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔ اس طرح قرآنِ کریم نہ صرف فرد کی روحانی اصلاح کا ذریعہ ہے بلکہ ایک صالح اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

- **قرآن کی جامعیت اور کامل رہنمائی**

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی وہ جامع کتابِ ہدایت ہے جس میں انسان کی فکری، اخلاقی اور عملی رہنمائی کے لیے مختلف اصول، احکام اور مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ قرآن انسان کو حق کو پہچاننے، باطل سے بچنے اور فکری گمراہی سے محفوظ رہنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس کی تعلیمات ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿قُل لَّئِنِ ٱجۡتَمَعَتِ ٱلۡإِنسُ وَٱلۡجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأۡتُواْ بِمِثۡلِ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانِ لَا يَأۡتُونَ بِمِثۡلِهِۦ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٖ ظَهِيرٗا ۝٨٨﴾[25]

ترجمہ: ” تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔“

قرآنِ کریم کی جامعیت اور عظمت کو سمجھنے والا انسان دین کو اپنی خواہشات کے مطابق محدود یا تقسیم کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی مکمل ہدایت کو اختیار کرتا ہے۔ وہ قرآن کے تمام احکام و تعلیمات کو اپنی زندگی کے لیے رہنما اصول بناتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کی فکر میں توازن، کردار میں پختگی اور عمل میں درستگی پیدا ہوتی ہے۔

- **علم و حکمت کا الٰہی سرچشمہ اور فکری گمراہی کا تدارک**

قرآنِ مجید علم، حکمت اور بصیرت کا وہ عظیم الٰہی سرچشمہ ہے جو انسان کو فکری گمراہی، نظریاتی انتشار اور اخلاقی بے راہ روی سے محفوظ رکھنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ انسانی عقل اگرچہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت ہے، لیکن اس کی صلاحیتیں محدود ہیں اور وہ ہر معاملے میں کامل رہنمائی فراہم نہیں کر سکتی۔ اس کے برعکس قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کے کامل علم و حکمت پر مبنی ایسی ابدی ہدایت پیش کرتا ہے جو انسان کو زندگی کے ہر اہم پہلو میں درست سمت عطا کرتی ہے

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى ٱلۡقُرۡءَانَ مِن لَّدُنۡ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝٦﴾[26]

ترجمہ: ”اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو قرآن سکھایا جاتا ہے حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔“

---

25. الاسراء، ۱۷:۸۸
26. النمل، ۲۷:۶

قرآنِ کریم کے علم و حکمت سے وابستگی انسان کی فکر کو پاکیزگی، بصیرت اور اعتدال عطا کرتی ہے۔ یہ اسے حقائق کو سمجھنے، صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے اور باطل نظریات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔ جب انسان قرآنی رہنمائی کو اپنی فکری اور عملی زندگی کا حصہ بناتا ہے تو اس کے اندر شعوری اصلاح پیدا ہوتی ہے، جو ایک مضبوط، متوازن اور صالح معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔

- **سابقہ امتوں کے انجام سے اصلاحی سبق**

قرآنِ کریم نے سابقہ اقوام اور امتوں کے واقعات کو محض تاریخی معلومات کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ ان میں انسانوں کے لیے عبرت، نصیحت اور اصلاح کے پہلو رکھے ہیں۔ ان واقعات کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات سے انحراف، اخلاقی زوال اور حق سے دوری اختیار کرنے والی قومیں کس طرح مشکلات اور زوال کا شکار ہوئیں، تاکہ بعد کے لوگ ان غلطیوں سے بچ سکیں۔

اہلِ کتاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَىْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا۟ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾[27]

ترجمہ: " تم فرمادو اے کتابیو! جب تک تم تورات اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسے قائم نہیں کرلیتے تم کسی شے پر نہیں ہو۔"

کسی بھی قوم کی حقیقی عزت، ترقی اور استحکام اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے وابستگی اور اس پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ جب قومیں الٰہی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال دیتی ہیں تو فکری، اخلاقی اور معاشرتی زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔

امتِ مسلمہ کے لیے بھی سابقہ اقوام کے واقعات میں یہی پیغام ہے کہ قرآنِ کریم سے مضبوط تعلق، اس کی تعلیمات کا فہم اور عملی زندگی میں ان کا نفاذ ہی عزت، سربلندی اور حقیقی کامیابی کا راستہ ہے۔

قرآن کے بنیادی معاشرتی اصول

- **امر بالمعروف و نہی عن المنکر: معاشرتی احتساب کا قرآنی اصول**

اسلامی معاشرے کی اصلاح صرف فرد کی ذاتی نیکی اور عبادت تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی ذمہ داری بھی ہے۔ قرآنِ کریم نے امتِ مسلمہ کی ایک بنیادی خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ نیکی کے فروغ، برائی کے خاتمے اور معاشرے میں خیر و صلاح کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصول دراصل اسلامی معاشرتی نظام میں احتساب، خیر خواہی اور اجتماعی اصلاح کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

---

27. المائدۃ،۵:۶۸

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ﴾[28]

ترجمہ: ” (اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

اِرشاد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے:

((مَن رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))[29]

ترجمہ:”جو تم میں سے کوئی بُرائی دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھ سے بدَل دے اور اگر وہ اِس کی قوّت نہیں رکھتا تو اپنی زَبان سے (روک دے) پھر اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (بُرا جانے) اور یہ سب سے کمزور ایمان کا دَرَجہ ہے۔“

قرآن وسنت کی یہ تعلیمات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ ایک صالح معاشرے کے قیام کے لیے افراد کا باکردار، ذمہ دار اور اصلاح پسند ہونا ضروری ہے۔ جب لوگ اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے میں نیکی کے فروغ اور برائیوں کی روک تھام کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں تو اجتماعی شعور بیدار ہوتا ہے، اخلاقی اقدار مضبوط ہوتی ہیں اور ایک پرامن، عادل اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

- **عدل وانصاف: معاشرتی بقا اور استحکام کی بنیاد**

کسی بھی معاشرے کے امن، ترقی اور استحکام کا دارومدار عدل وانصاف کے قیام پر ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم نے عدل کو انسانی معاشرتی نظام کی بنیادی ضرورت قرار دیا ہے اور واضح فرمایا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ دنیا میں انصاف کا قیام ہو، حقوق کا تحفظ کیا جائے اور انسانوں کو ظلم وناانصافی سے نجات دلائی جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْمِيزَانَ لِيَقُومَ ٱلنَّاسُ بِٱلْقِسْطِ﴾[30]

ترجمہ: ”بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔“

---

28. آل عمران،۳:۱۱۰
29. قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان کون النہی عن المنکر من الایمان وان الایمان یزید وینقص، رقم الحدیث:۴۹
30. الحدید،۵۷:۲۵

اسلام میں عدل صرف ایک اخلاقی صفت نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ اسی کے ذریعے افراد کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں، ظلم کی روک تھام ہوتی ہے اور معاشرے میں امن و استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے قرآنِ کریم ہر حال میں انصاف کا حکم دیتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ فیصلے ذاتی تعلقات، خاندانی حیثیت، دولت یا منصب سے متاثر ہوئے بغیر حق کی بنیاد پر کیے جائیں۔

اسی قرآنی اصول کی عملی وضاحت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اس حدیثِ مبارکہ سے ہوتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے سابقہ اقوام کے زوال کا ایک بنیادی سبب بیان فرمایا:

((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ، تَرَكُوهُ. وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ، أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَايْمُ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا))[31]

ترجمہ: ”تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے تباہ کر ڈالا کہ جب ان کا کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“

اسلام میں قانون سب کے لیے یکساں ہے اور کسی شخص کو اس کی حیثیت، دولت یا خاندانی مقام کی بنیاد پر قانون سے بالاتر نہیں سمجھا جاتا۔ حقیقی انصاف وہی ہے جس میں طاقتور اور کمزور دونوں کے لیے ایک ہی معیار ہو۔ جب معاشرے میں عدل و انصاف کو عملی طور پر نافذ کیا جاتا ہے تو ظلم، ناانصافی اور امتیازی رویوں میں کمی آتی ہے، لوگوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں، باہمی اعتماد مضبوط ہوتا ہے اور ایک پُرامن، مستحکم اور متوازن معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

- **معاشی عدل اور طبقاتی کشمکش کا خاتمہ**

معاشرتی بے چینی اور طبقاتی کشمکش کی ایک بڑی وجہ دولت کا چند افراد یا مخصوص طبقے تک محدود ہو جانا ہے۔ اسلام نے اس مسئلے کے حل کے لیے ایسا معاشی نظام پیش کیا ہے جس کی بنیاد عدل، تعاون اور دولت کی منصفانہ گردش پر ہے۔ اسی مقصد کے لیے قرآنِ کریم زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کی ترغیب دیتا ہے تاکہ معاشرے کے کمزور اور ضرورت مند طبقات کی ضروریات پوری ہوں اور معاشی توازن برقرار رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ ٱلۡأَغۡنِيَآءِ مِنكُمۡ﴾[32]

ترجمہ: ”تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان (ہی) گردش کرنے والی نہ ہو جائے۔“

---

31. قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب: قطع السارق الشریف وغیرہ، والنھی عن الشاعۃ فی الحدود، رقم الحدیث:1688

32. الحشر،۵۹:۷

اسلامی معاشی اصولوں پر عمل کرنے سے غربت میں کمی، حقوق کی ادائیگی اور معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ اسلام دولت کی منصفانہ تقسیم، ضرورت مندوں کی مدد اور کمزور طبقات کے حقوق کے تحفظ کا درس دیتا ہے۔ زکوۃ اور صدقات کے ذریعے تعاون کا جذبہ فروغ پاتا ہے اور دولت صرف امیر طبقے تک محدود نہیں رہتی بلکہ سب تک پہنچتی ہے۔

عصرِ حاضر کے معاشرتی مسائل کا قرآنی حل

- **سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی اصلاح**

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نے معلومات کی ترسیل کو نہایت آسان بنا دیا ہے، لیکن غیر مصدقہ خبروں، افواہوں اور گمراہ کن معلومات کے تیزی سے پھیلاؤ نے کئی معاشرتی مسائل کو جنم دیا ہے۔ قرآنِ کریم خبر کی تحقیق اور تصدیق کا اصول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

قرآنِ کریم نے خبر کی تحقیق کا اصول عطا فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ ٦﴾[33]

ترجمہ: ”اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔“

اس قرآنی اصول کے مطابق ہر خبر کو قبول کرنے یا آگے پہنچانے سے پہلے اس کی تحقیق ضروری ہے۔ اس پر عمل کرنے سے جھوٹی خبروں، افواہوں اور غلط معلومات کے پھیلاؤ کی روک تھام ہوتی ہے، معاشرتی اعتماد مضبوط ہوتا ہے اور بدگمانی و انتشار میں کمی آتی ہے۔ یوں ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کو اصلاحِ معاشرہ اور مثبت اقدار کے فروغ کا مؤثر ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔

- **اخلاقی و خانگی زندگی کی اصلاح**

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ مضبوط خاندان ہی ایک مضبوط اور مستحکم معاشرے کی بنیاد بنتا ہے، لیکن بدگمانی، تجسس، غیبت اور باہمی عدم اعتماد خاندانی تعلقات کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں ان منفی رویوں سے اجتناب کی ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجۡتَنِبُواْ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعۡضَ ٱلظَّنِّ إِثۡمٞۖ وَلَا تَجَسَّسُواْ وَلَا يَغۡتَب بَّعۡضُكُم بَعۡضًا﴾[34]

ترجمہ: ”اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔“

---

33. الحجرات، ۶:۴۹
34. الحجرات، ۱۲:۴۹

انسان کو ایسے رویوں سے بچنا ہو گا جو رشتوں میں بد اعتمادی اور دوری پیدا کرتے ہیں۔ جب ایک دوسرے کے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں، دوسروں کی نجی زندگی کا احترام کرتے ہیں اور زبان کے غلط استعمال سے بچتے ہیں تو خاندان میں محبت اور اعتماد کی فضا قائم رہتی ہے، اور یہی مضبوط معاشرتی تعلقات کی بنیاد بنتی ہے۔

- **بدعنوانی، رشوت اور خیانت کا قرآنی تدارک**

معاشرتی زوال کی بڑی وجوہات میں بدعنوانی، رشوت، خیانت اور حقوق العباد کی پامالی شامل ہیں۔ قرآنِ کریم نے معاشرتی استحکام کے لیے امانت داری اور عدل کو بنیادی اصول قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچائی جائیں اور لوگوں کے درمیان فیصلے انصاف کے ساتھ کیے جائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا﴾[35]

ترجمہ: ”بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انھیں سپرد کرو۔“

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

((لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي))[36]

ترجمہ: ”رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

یہ قرآنی حکم اور نبوی تعلیم اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ اسلام میں منصب، اختیار، دولت اور عوامی حقوق سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ جب افراد، حکمران اور ادارے امانت داری، دیانت اور عدل کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر ادا کرتے ہیں تو رشوت، خیانت اور بدعنوانی کا خاتمہ ہوتا ہے، عوام کا اعتماد بحال ہوتا ہے اور معاشرے میں انصاف، امن اور ترقی کی فضا قائم ہوتی ہے۔

- **اِعراضِ قرآن کے نتائج اور اہمیتِ رجوع الی القرآن**

قرآنِ کریم انسان کی فکری، اخلاقی اور عملی رہنمائی کے لیے نازل کی گئی کتاب ہے۔ جب اس کی تعلیمات کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور زندگی کے معاملات میں ان سے رہنمائی نہیں لی جاتی تو اس کے منفی اثرات فرد کے کردار اور معاشرے دونوں پر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ قیامت کے دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے بعض افراد کے بارے میں بارگاہِ الٰہی میں شکایت کریں گے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا ۝٣٠﴾[37]

ترجمہ: ”اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرالیا۔“

---

35. النساء، ۴:۵۸
36. قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الاحکام، باب لایحکم الحاکم وھو غضبان، رقم الحدیث: ۲۳۱۳
37. الفرقان، ۲۵:۳۰

قرآن سے حقیقی وابستگی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے صرف تلاوت اور برکت کے حصول تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ اس کے پیغام کو سمجھ کر زندگی کے مختلف معاملات میں اس کی رہنمائی سے استفادہ کیا جائے۔ یہی رجوع انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن کے اصولوں کے مطابق استوار کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ کلام:

قرآنِ کریم وہ ابدی دستورِ ہدایت ہے جو انسان کی انفرادی زندگی کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ایک مضبوط، پُر امن اور صالح معاشرے کی تشکیل کے لیے جامع رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ عقائد، اخلاق، معاملات اور معاشرتی زندگی کے لیے ایسے اصول عطا کرتا ہے جو ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ قرآنِ کریم کی تعلیمات میں عدل و انصاف، امانت و دیانت، حقوق العباد کی ادائیگی، باہمی خیر خواہی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کو معاشرتی استحکام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ قرآن انسان کو فکری گمراہی، اخلاقی زوال اور معاشرتی انتشار سے بچا کر ایک متوازن اور پاکیزہ زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اِسی طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرتِ طیبہ قرآنِ کریم کے احکام کی عملی تشریح ہے، جس کے ذریعے فرد اور معاشرہ دونوں اصلاح و فلاح کی راہ اختیار کر سکتے ہیں۔ لہٰذا قرآنِ کریم سے مضبوط تعلق، اس کا فہم اور عملی زندگی میں اس کی پیروی ایک عادل، پُر امن اور صالح معاشرے کے قیام کی بنیادی ضرورت ہے۔

نتائج البحث

- قرآنِ کریم انسانی زندگی کے لیے ایک جامع نظامِ ہدایت فراہم کرتا ہے، جو فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ایک صالح اور متوازن معاشرے کی تشکیل کے اصول بھی عطا کرتا ہے۔
- اصلاحِ معاشرہ کے بنیادی اصولوں میں عدل و انصاف، امانت داری، حقوق العباد کی پاسداری، اخلاقی پاکیزگی اور باہمی خیر خواہی کو نمایاں مقام حاصل ہے۔
- قرآنِ کریم سے دوری فکری انتشار، اخلاقی کمزوری اور معاشرتی مسائل کا سبب بنتی ہے، جبکہ قرآن سے مضبوط تعلق فرد اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔
- قرآنِ کریم کی تعلیمات کا حقیقی مقصد صرف تلاوت اور حصولِ برکت نہیں بلکہ فہم، تدبر اور عملی زندگی میں ان کا نفاذ ہے۔
- سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآنِ کریم کے احکام کی عملی تشریح ہے، جس کے ذریعے قرآنی اصولوں کو زندگی کے مختلف شعبوں میں نافذ کرنے کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصول معاشرتی اصلاح، خیر کے فروغ اور برائیوں کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- عدل و انصاف کا قیام معاشرتی امن، اعتماد اور استحکام کی بنیادی شرط ہے، جبکہ ناانصافی اور امتیازی رویے معاشرتی زوال کا سبب بنتے ہیں۔
- قرآنِ کریم معاشی توازن، امانت داری اور حقوق کی ادائیگی کے ذریعے ایسے معاشرے کی تشکیل کی رہنمائی کرتا ہے جس میں طبقاتی کشمکش اور معاشی بے اعتدالی کم ہو۔
- عصرِ حاضر کے مسائل، جیسے ذرائع ابلاغ کی غلط معلومات، خاندانی انتشار، بدعنوانی اور اخلاقی زوال کا مؤثر حل قرآنِ کریم کے عطا کردہ اصولوں میں موجود ہے۔
- امتِ مسلمہ کی فکری، اخلاقی اور معاشرتی ترقی قرآنِ کریم کے ساتھ مضبوط تعلق، اس کے فہم، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور عملی زندگی میں قرآنی تعلیمات کے نفاذ سے وابستہ ہے۔

مصادر ومراجع

- القرآن الکریم
- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، 2009ء۔
- حمیری، مالک بن انس، موطا مالک، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1991ء۔
- قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، قاہرۃ، 1995ء۔
- قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار الصدیق، سعودیہ، 2014ء۔